

النَّاسِخ وَالمَنسُوخ فِیْ الاحَادِیث

تصنیف لطیف

مفسر اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن پیر طریقت، رہبر شریعت

مُفتی مُحمّد فیض احمد اُویسی رضوی علیہ الرحمۃ اللہ القوی

پیش لفظ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّيۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمُ

خود کو علماء کہلانے والے اکثر صاحبان قرآن مجید کے ناسخ و منسوخ سے بے خبر ہیں حالانکہ ناسخ و منسوخ کا علم ضروری ہے۔ مولیٰ علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالی عنہ اس بارے میں بہت سختی فرماتے تھے تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف "ناسخ و منسوخ" اور احادیث کے نسخ سے اتنی غفلت برتی جارہی ہے کہ گویا یہ کوئی علم ہی نہیں حالانکہ اس کا علم اور زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ منکرینِ حدیث پرویزی، چکڑالوی اور وہابی، دیوبندی، شیعہ عوام کو گمراہ کرنے میں نسخ الاحادیث سے بے خبری کی وجہ سے کامیاب ہو جاتے ہیں۔ چونکہ نسخ الاحادیث ضخیم تصنیف کا متقاضی ہے کیونکہ ذخیرۂ احادیث بحرِ بے کنار ہے۔ اسی لئے اسے تو اُس وقت منظر عام پر لایا جاسکے گا جب کوئی (مردِ میداں) میدان میں اترے گا فی الحال نمونہ کے طور پر یہ رِسالہ حاضر ہے۔ جسے عزیزم الحاج محمد احمد صاحب قادری عطاری منظر عام پہ لارہے ہیں۔

خدا تعالیٰ فقیر کی کاوش اور موصوف کی سعی مشکور فرمائے اور مستفیدین کے لئے مشعل راہ ہدایت بنائے اور ہمارے لئے توشۂ آخرت بنائے۔

آمین

بجاہ حبیبہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ'

بہاول پور۔ پاکستان

۱۳ ذیقعد ۱۴۲۲ھ بروز سوموار مبارک

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیرا

والصلوٰۃ والسلام علی من ارسلہ بالحق الی کافۃ الخلق سراجا منیرا

امابعد! فقیر نے قرآن مجید کے نسخ کی تالیف بنام "القول الراسخ فی المنسوخ والناسخ" سے فراغت پائی تو خیال ہوا کہ کچھ احادیث مبارکہ کے نسخ کے بارے میں لکھنا چاہیے تفصیل نہ سہی تو اجمالاً ضرور ہو اس سے اہل علم کو ایک راستہ مل جائیگا۔ اس کے بعد وہ خود بخود اس پُر کٹھن راہ کو آسانی سے طے کر سکیں گے۔ یاد رہے کہ احادیث کا ناسخ اکثر وہی ہوتا ہے جو قرآن آیات کا مثلاً آیت میں ہے:

قُلۡ مَا کُنۡتُ بِدۡعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَ مَاۤ اَدۡرِیۡ مَا یُفۡعَلُ بِیۡ وَ لَا بِکُمۡ ؕ[1]

ترجمہ: تم فرماؤ میں کوئی انوکھا رسول نہیں اور میں نہیں جانتا میرے ساتھ کیا کیا جائیگا اور تمہارے ساتھ کیا۔

حضرت صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں اس کے معنی میں مفسرین کے چند قول ہیں ایک تو یہ کہ قیامت میں جو میرے اور تمہارے ساتھ کیا جائے گا وہ مجھے معلوم نہیں یہ معنی ہوں تو یہ آیت منسوخ ہے۔ مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مشرک خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ لات و عزیٰ کی قسم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہمارا اور محمد (ﷺ) کا یکساں حال ہے انہیں ہم پر کچھ بھی فضیلت نہیں اگر یہ قرآن ان کا اپنا بنایا ہوا نہ ہوتا تو ان کا بھیجنے والا ضرور خبر دیتا کہ ان کے ساتھ کیا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے آیت لِّیَغۡفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنۡ ذَنۡۢبِکَ وَ مَا تَاَخَّرَ[2] نازل فرمائی صحابہ نے عرض کیا یا نبی اللہ (ﷺ) حضور (ﷺ) کو مبارک ہو تو آپ کو معلوم ہو گیا کہ آپ کے ساتھ کیا کیا جائے گا یہ انتظار ہے کہ ہمارے ساتھ کیا کریگا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی لِّیُدۡخِلَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ[3] اور یہ آیت نازل فرمائی وَ بَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ بِاَنَّ لَہُمۡ مِّنَ اللّٰہِ فَضۡلًا کَبِیۡرًا[4] تو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمادیا کہ حضور ﷺ کے ساتھ کیا کرے گا اور مومنین کے ساتھ کیا۔ دوسرا قول آیت کی تفسیر میں یہ ہے کہ آخرت کا حال تو حضور کو اپنا بھی معلوم ہے مومنین کا بھی مکذبین کا بھی معنی یہ ہیں کہ دنیا میں کیا کیا جائے گا۔ یہ معلوم نہیں اگر یہ معنی لئے جائیں تو بھی آیت منسوخ ہے اللہ تعالیٰ نے حضور (ﷺ) کو یہ بھی بتادیا لِیُظۡہِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ[5] اور وَ مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَہُمۡ وَ اَنۡتَ فِیۡہِمۡ ؕ[6] بہر حال اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب (ﷺ) کو حضور (ﷺ) کے ساتھ اور حضور (ﷺ) کی امت کے ساتھ پیش

[1] (الاحقاف: 9)

[2] (الفتح: 2)

[3] (الفتح: 5)

[4] (الاحزاب: 47)

[5] (الصف: 9)

[6] (الانفال: 33)

آنے والے اُمور پر مطلع فرمادیا خواہ وہ دنیا کے ہوں یا آخرت کے اور اگر درایت بمعنی ادراک بالقیاس عقل سے جاننے کے معنی میں لیا جائے تو مضمون اور بھی زیادہ صاف ہے اور آیت کا اس کے بعد والا جملہ اس کا موید ہے۔ علامہ نیشاپوری نے اس آیت کے تحت میں فرمایا کہ اس میں نفی اپنی ذات سے جاننے کی ہے من جہۃالوحی جاننے کی نفی نہیں۔[7] (خزائن العرفان)

حدیث منسوخ: جس قول میں یہ آیت منسوخ ہے اور اس کی آیت فتح ناسخ ہے تو یونہی وہ حدیث شریف جس میں حضور (ﷺ) نے فرمایا:

وَمَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ[8] (او کما قال) منسوخ ہوگی۔

انتباہ: دیوبندی فرقہ کے قطب مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے براہین قاطعہ میں اس آیت کو محکم قرار دے کر حضور (ﷺ) کے علم کی نفی میں پیش کی اسے کہتے ہیں تحریف قرآنی اور نبوت دشمنی۔ تفصیل فقیر کی تصنیف "دیوبندی حوالے چور" کا مطالعہ کیجئے۔

بہر حال اس نسخ احادیث ایک مستقل بحث ہے۔ اس پر علماء کرام نے کتابیں تصنیف فرمائی ہیں مثلاً:

(۱) إخبار أهل الرسوخ في الفقه والتحديث بمقدار المنسوخ من الحديث مؤلف شیخ الاسلام علامہ جمال الدین ابو الفرج عبد الرحمن ابن علی بن محمد الجوزی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۲) كتاب الإعتبار في بيان الناسخ و المنسوخ من الآثار تصنیف الامام الحافظ البارع العلامہ ابی بکر محمد بن موسیٰ بن عثمان حازم الھمدانی المتوفی ۵۸۴ھ رحمۃ اللہ علیہ۔ فقیر نے انہی کے تتبع میں یہ رسالہ تیار کیا ہے اس کا نام رکھا ہے "اَكْمَلُ الْحَدِيْثِ فِيْ النَّسْخِ فِيْ الْأَحَادِيْثِ"۔

وماتوفیقی الا باللہ العلی العظیم

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ الکریم وعلیٰ آلہٖ واصحابہ اجمعین

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

بہاول پور۔ پاکستان ۲۶ جمادی الآخر ۱۴۲۲ھ

یوم الاحد الأحاديث المنسوخه والناسخه

[7] خزائن العرفان، ف23

[8] (المستدرك على الصحيحين، كتاب التفسير، تفسير سورة الأحقاف، ذكر وفاة عثمان بن مظعون رضي الله عنه، 252/3، الحديث3748، دار المعرفة، سنة النشر: 1418ھ/1998م)

یعنی اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا۔

حدیث: ۱

رَوَى حُذَيْفَةُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ وَهُوَ قَائِمٌ.

وَرَوَى جَابِرٌ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يَبُولَ الرَّجُلُ قَائِمًا.

وَقَدِ ادَّعَى قَوْمٌ نَسْخَ الأَوَّلِ بِالثَّانِي وَلَيْسَ بِصَحِيحٍ. بَلْ لِكُلٍّ وَاحِدٍ وَجْهٌ. فَإِنَّ نَهْيَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبَوْلِ قَائِمًا لِئَلا يَعُودَ رَشَاشُهُ عَلَى الْبَائِلِ.

وَلِحَدِيثِ حُذَيْفَةَ ثَلاثَةُ أَوْجُهٍ: أَحَدُهَا: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَهُ لِمَرَضٍ مَنَعَهُ مِنَ الْقُعُودِ.

وَالثَّانِي: أَنَّهُ اسْتَشْفَى بِذَلِكَ مِنْ مَرَضٍ وَالْعَرَبُ تَسْتَشْفِي بِالْبَوْلِ قَائِمًا.

وَالثَّالِثُ: أَنَّهُ لَمْ يَتَمَكَّنْ مِنَ الْقُعُودِ فِي ذَلِكَ الْمَكَانِ لِكَثْرَةِ النَّجَاسَةِ. فَكَأَنَّهُ بَالَ مِنْ عُلُوٍّ إِلَى سُفْلٍ.[9]

ترجمہ: حذیفہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ (ﷺ) کو ایک گھڑ کے پاس آتے اور کھڑے ہو کر پیشاب کرتے دیکھا (مگر اس کے خلاف) جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے منع فرمایا ہے کہ (کوئی) شخص کھڑے ہو کر پیشاب نہ کرے اسی وجہ سے (محدثین کی) ایک جماعت نے دعویٰ کیا ہے کہ پہلی حدیث دوسری حدیث سے منسوخ ہے مگر یہ دعویٰ کچھ صحیح (معلوم) نہیں ہوتا اس لئے کہ ہر حدیث کی ایک (خاص) وجہ ہے۔ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی جو ممانعت آپ نے فرمائی ہے اس کا سبب بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ پیشاب کرنے والے پر غالباً (پیشاب کے) چھینٹے پڑیں گے۔ خذیفہ کی حدیث کی تین (خاص) وجوہ ہیں۔ اول یہ کہ رسول اللہ (ﷺ) نے کھڑے ہو کر پیشاب اس مرض کی وجہ سے کیا جس کے سبب سے آپ بیٹھ نہ سکتے تھے ثانیاً یہ کہ آپ نے اس عمل سے اپنے مرض کی شفاء چاہی اور عرب لوگوں کا دستور ہے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کر کے امراض کی شفاء چاہتے ہیں۔ ثالثاً یہ کہ آپ کا اس جگہ کثرتِ نجاست کے باعث بیٹھنا ممکن نہ تھا اور اسی لئے آپ نے اوپر سے نیچے کی طرف پیشاب کیا۔ (ابن الجوزی)

ردِ ٹیڈی مجتھدین: مذکورہ بالا توجیہات سے ثابت ہوا کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا حضور (ﷺ) کا دائمی عمل نہ تھا بلکہ بوجہ ضرورت تھا تاکہ امت کو سہولت ہو لیکن ٹیڈی مجتہدین نے تہذیب نو کے دلدادگان کو دوامی عمل کے لئے اسے دلیل بنا کر دائمی عمل کی اجازت دے دی۔

---

[9] إخبار أهل الرسوخ في الفقه والتحديث بمقدار المنسوخ من الحديث لابن الجوزي، الحديث الأول، ص25، مكتبة ابن حجر للنشر والتوزيع، مكة المكرمة، الطبعة: الأولى، 1408 هـ 1988 م)

حدیث:۲

رَوَى أَبُو أَيُّوبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ، وَلا تَسْتَدْبِرُوهَا.

وَرَوَى جَابِرٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ نَسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةَ أَوْ نَسْتَقْبِلَهَا بِفُرُوجِنَا، ثُمَّ رَأَيْتُهُ قَبْلَ مَوْتِهِ بِعَامٍ يَبُولُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ.

وَقَدْ ظَنَّ جَمَاعَةٌ نَسْخَ الأَوَّلِ بِالثَّانِي، وَلَيْسَ كَذَلِكَ بَلِ الأَوَّلُ مَحْمُولٌ عَلَى مَنْ كَانَ فِي الصَّحْرَاءِ، وَالثَّانِي عَلَى مَا كَانَ فِي الْبُنْيَانِ.[10]

ترجمہ: ابو ایوب نے روایت کی رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا کہ (تم پائخانہ اور پیشاب کرتے وقت) قبلہ کی طرف منہ کرو نہ پیٹھ۔ اور جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے ہم کو قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرکے (پائخانہ اور پیشاب کرنے سے) منع فرمایا ہے مگر میں نے آپ کو وفات سے ایک سال قبل قبلہ کی منہ کرکے پیشاب کرتے ہوئے دیکھا لہٰذا ایک جماعت نے گمان کیا ہے کہ پہلی حدیث دوسری سے منسوخ ہے مگر ایسا نہیں ہے بلکہ پہلی حدیث اس شخص پر محمول ہو گی جو جنگل میں ہو اور دوسری حدیث اس شخص پر جو گھروں میں ہو (مطلب یہ ہے کہ جنگل میں پائخانہ یا پیشاب کرتے وقت قبلہ کی طرف) نہ منہ کیا جائے اور نہ پیٹھ البتہ گھروں میں ایسا کر سکتے ہیں۔ (ابن الجوزی)

تبصرہ اُویسی غفرلہ: احناف کے نزدیک پہلی حدیث کے مطابق عام ہے کہ قبلہ رخ پیشاب کرنا یوں ہی اسے پیٹھ کرنا دائمی اور مطلقاً مکروہ ہے خواہ وہ میدان میں ہو یا جنگل میں مکان میں ہو یا ویرانہ میں ہر لحاظ سے قبلہ شریف کی طرف منہ کرکے اور اسے پیٹھ کرکے پیشاب کرنا مکروہ ہے۔ مذکورہ بالا مضمون کی تحقیق فقیر کی شرح البخاری میں ملاحظہ ہو۔

حدیث:۳

رَوَى ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِشَاةٍ مَيِّتَةٍ فَقَالَ: أَلَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِجِلْدِهَا، فَقَالُوا: إِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ: إِنَّمَا حُرِّمَ أَكْلُهَا.

وَرَوَى عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُكَيْمٍ، قَالَ: أَتَانَا كِتَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ وَفَاتِهِ بِشَهْرٍ أَنْ لا تَنْتَفِعُوا مِنَ الْمَيْتَةِ بِإِهَابٍ وَلا عَصَبٍ. قَالَ الأَثْرَمُ: كَأَنَّهُ نَاسِخٌ لِلأَوَّلِ، أَلا تَرَاهُ يَقُولُ قَبْلَ وَفَاتِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَهْرٍ.

وَقَالَ غَيْرُهُ: يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ حَدِيثُ الإِبَاحَةِ قَبْلَ مَوْتِهِ بِيَوْمٍ وَالإِهَابُ: اسْمٌ لِلْجِلْدِ قَبْلَ الدِّبَاغِ.

---

[10] إخبار أهل الرسوخ في الفقه والتحديث بمقدار المنسوخ من الحديث لابن الجوزي، الحديث الثاني، ص29، مكتبة ابن حجر للنشر والتوزيع، مكة المكرمة، الطبعة: الأولى، 1408هـ 1988م)

وَحَدِيثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُكَيْمٍ مُضْطَرِبٌ جِدًّا وَلا يُقَاوِمُ بِهِ الأَوَّلُ؛ لأَنَّهُ فِي الصَّحِيحَيْنِ[11]

ترجمہ: ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) کا گزر ایک مردار بکری پر ہوا تو آپ (ﷺ) نے فرمایا کہ تم اس کے چمڑے سے کیوں فائدہ نہیں اُٹھاتے۔ لوگوں نے عرض کیا وہ تو مردار ہے۔ آپ نے فرمایا صرف اس کا کھانا حرام ہے اور عبداللہ بن حکیم سے مروی ہے کہ ہمارے پاس رسول اللہ (ﷺ) کا خط آپ کی وفات سے ایک مہینے قبل آیا (جس میں یہ مرقوم تھا کہ) تم مردار (جانور) کے چمڑے اور پٹھے سے (بھی) فائدہ مت اُٹھایا کرو۔ (علامہ) اثرم نے کہا کہ یہ حدیث (یعنی دوسری حدیث) پہلی حدیث کی گویا ناسخ ہے مگر کیا تم نے الفاظ "وفات سے ایک ماہ قبل" پر غور نہیں کیا اور دیگر محدثین نے کہا ممکن ہے کہ اباحت کی حدیث آپ کی وفات سے ایک دن قبل کی ہو۔ اھاب (اس حدیث کا ایک لفظ ہے جس کے معنی علامہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ) اس چمڑے کا نام ہے جو دباغت سے پہلے ہوتا ہے اور عبداللہ بن حکیم کی حدیث (یعنی دوسری حدیث) نہایت ہی مضطرب ہے اور پہلی حدیث کا مقابلہ نہیں کر سکتی کیونکہ وہ صحیحین (یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم) میں ہے۔

فائدہ: مضطرب وہ حدیث ہوتی ہے جس میں راویوں نے سند یا متن میں اختلاف کیا ہو۔

تبصرہ اُویسی غفرلہ: مردار کا چمڑا رنگنے کے بعد قابل انتفاع ہے یہی احناف کا مذہب ہے۔

حدیث: ۴

رَوَى أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: تَوَضَّئُوا مِمَّا أَنْضَجَتِ النَّارُ.

وَرَوَى ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ كَتِفًا ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

قَالَ جَابِرٌ: آخِرُ الأَمْرَيْنِ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْكُ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ. وَهَذَا دَلِيلٌ عَلَى النَّسْخِ.

وَقَدْ رَوَى عِكْرَاشٌ: أَنَّهُ أَكَلَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَصْعَةً مِنْ ثَرِيدٍ ثُمَّ أُتِيَ بِمَاءٍ فَغَسَلَ يَدَهُ وَفَمَهُ، وَمَسَحَ بِوَجْهِهِ، وَقَالَ يَا عِكْرَاشُ: هَذَا الْوُضُوءُ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ.[12]

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ (ﷺ) سے روایت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس چیز کو آگ نے پکایا ہو اس کو کھا کر وضو کیا کرو اور ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے شانہ (بکری کا) کھا کر وضو نہ فرمایا۔ جابر (مشہور صحابی) نے کہا کہ رسول اللہ (ﷺ) کا آخر فعل یہ تھا آپ اس چیز کو کھا کر وضو نہ کرتے تھے جو آگ پر پکی ہوتی۔

[11] إخبار أهل الرسوخ في الفقه والتحديث بمقدار المنسوخ من الحديث لابن الجوزي، الحديث الثالث، ص31، مكتبة ابن حجر للنشر والتوزيع، مكة المكرمة، الطبعة: الأولى، 1408 هـ 1988 م)

[12] إخبار أهل الرسوخ في الفقه والتحديث بمقدار المنسوخ من الحديث لابن الجوزي، الحديث الرابع، ص33، مكتبة ابن حجر للنشر والتوزيع، مكة المكرمة، الطبعة: الأولى، 1408 هـ 1988 م)

اور یہ دلیل ہے کہ (پہلی حدیث دوسری حدیث سے) منسوخ ہے اور عِکراش سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ (ﷺ) کے ساتھ پیالہ ثرید (ایک کھانے کا نام ہے جو شوربے میں روٹی چور کر تیار کرتے ہیں) کا کھایا پھر آپ کے پاس پانی لایا گیا آپ نے اپنا ہاتھ اور منہ کو دھویا اور چہرے کا مسح کیا اور فرمایا کہ اے عِکراش! آگ پر پکی چیز کھا کر اس طرح وضو کیا جاتا ہے۔ (ابن الجوزی)

تبصرہ اُویسی: بعض ائمہ کا مذہب ہے آگ سے پکی ہوئی شے کھانے کے بعد وضو کرنا ضروری ہے۔ ان کی دلیل حدیث ابو ہریرہ ہے لیکن ہمارے ائمہ کے نزدیک یہ حدیث منسوخ ہے۔ حق یہی ہے کہ آگ سے پکی ہوئی شے کھانے کے بعد وضو تو نہیں ٹوٹتا البتہ اس سے کلی وغیرہ کر لینا مستحب ہے۔

قاعدہ: احادیث میں لغوی و عرفی معنی مستعمل ہوتے رہتے ہیں۔ اس کا فرق ائمہ مجتہدین ہی بتا سکتے ہیں اسی لئے تقلید واجب ہے کہ وہ ایسی نزاکتوں کو خوب جانتے ہیں جیسے مذکورہ بالا احادیث سے ائمہ نے فرمایا کہ احادیث میں الوضوء سے صفائی مراد ہے نہ کہ وضو اصطلاحی۔

لطیفہ: یہ مسئلہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سامنے بیان کیا تو آپ نے عرض کی گرم پانی سے وضو کرو گے تو...... گویا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اس جواب سے لاجواب فرمایا۔

انتباہ: اس سے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحقیر کا خیال نہ کرنا مارے جاؤ گے۔

حدیث: ۵

رَوَى طَلْقُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَجُلا قَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَيَتَوَضَّأُ أَحَدُنَا إِذَا مَسَّ ذَكَرَهُ؟ فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلاةُ وَالسَّلامُ: هَلْ هُوَ إِلا بَضْعَةٌ مِنْكَ، أَوْ مِنْ جَسَدِكَ. وَقَدْ رَوَى عُمَرُ، وَابْنُ عُمَرَ، وَأَبُو أَيُّوبَ، وَزَيْدُ بْنُ خَالِدٍ الْجُهَنِيُّ، وَجَابِرٌ، وَأَبُو هُرَيْرَةَ، وَعَائِشَةُ، وَأُمُّ حَبِيبَةَ، وَبُسْرَةُ: أَنَّ النَّبِيَّ لَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ مَسَّ فَرْجَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ. وَفِي رِوَايَةِ بَعْضِهِمْ: مَنْ مَسَّ ذَكَرَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ. وَقَدِ ادَّعَى قَوْمٌ نَسْخَ حَدِيثِ طَلْقٍ بِهَذَا وَعَلَّلُوا بِأَنَّ طَلْقًا قَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ يُؤَسِّسُونَ الْمَسْجِدَ، وَأَبُو هُرَيْرَةَ أَسْلَمَ مُتَأَخِّرًا وَهُوَ قَوْلٌ مُحْتَمِلٌ لِلنَّسْخِ. [13]

ترجمہ: طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی ہے کہ کسی نے رسول اللہ (ﷺ) سے پوچھا کہ اگر ہم اپنے ذکر اور پیشاب کی جگہ کو چھو لیں تو کیا وضو کریں۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا نہیں کیونکہ وہ بھی تمہارے جسم کا ایک ٹکڑا ہے۔ عمرو بن عمرو اور ابو ایوب اور زید بن خالد الجہنی اور جابر اور ابو ہریرہ اور عائشہ اور حبیبہ اور بسرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا جو شخص اپنی شرمگاہ کو چھولے تو وضو کرے۔ بعض نے اس طرح روایت کی ہے جو اپنے ذکر کو چھولے تو وضو کرے۔

---

[13] (إخبار أهل الرسوخ في الفقه والتحديث بمقدار المنسوخ من الحديث لابن الجوزي، الحديث الخامس، ص33، مكتبة ابن حجر للنشر والتوزيع، مكة المكرمة، الطبعة: الأولى، 1408هـ 1988م)

(محدثین کی)ایک جماعت نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ حدیث(یعنی دوسری حدیث)پہلی کی ناسخ ہے اور اس کا سبب انہوں نے یہ بیان کیا ہے کہ طلق رسول اللہ(ﷺ) کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے ہیں جب مسجد کی بنیاد ڈالی جارہی تھی اور ابوہریرہ بعد میں اسلام لائے ہیں اور یہ قول ایسا ہے جس میں احتمال ہے۔ (ابن الجوزی)

احناف کی حدیث دانی: دیگر ائمہ نے تو مذکورہ بالا روایت میں نسخ کا قول فرمایا ہے لیکن ہمارے ائمہ احناف نے نسخ کے بجائے حسب عادت روایات مختلفہ میں تطبیق فرمائی ہے وہ یوں کہ ان دونوں حدیثوں میں کوئی تخالف نہیں ہے بلکہ تطبیق باآسانی ممکن ہے وہ اس طرح پر کہ پہلی حدیث کا مطلب یہ لیا جائے کہ اگر ہاتھ اور عُضو کے درمیان کوئی شئے(کپڑا)حائل ہو تو وضو نہیں ٹوٹتا اور دوسری حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہاتھ اور عُضو کے درمیان کوئی شئے حائل نہ ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہے جیسا کہ ہر دو احادیث مندرجہ ذیل سے واضح ہے۔

(۱) سنن دار قطنی میں ہے حضرت ابوہریرہ نے کہا رسول اللہ(ﷺ) نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اپنی شرمگاہ کو اپنے ہاتھ سے(اس طرح) چھولے کہ ہاتھ اور شرمگاہ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہ ہو تو اس کو چاہیے کہ وضو کرلے جیسا کہ نماز پڑھنے کے لئے کیا جاتا ہے۔[14]

(۲) مسند امام احمد، سنن ابی داوٴد، نسائی، ترمذی اور منتقی ابن جارود میں ہے۔ طلق کہتے ہیں ہم رسول اللہ(ﷺ) کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی آیا (جو دیہقانی معلوم ہوتا تھا)اور آپ(ﷺ) سے پوچھنے لگا کہ اگر کوئی شخص نماز پڑھتے وقت اپنا عُضو چھولے(تو کیا حکم ہے) آپ(ﷺ) نے فرمایا(کہ ایسا کرنے سے اس کا وضو نہیں ٹوٹتا کیونکہ)ذکر(بھی تو) تیرے(بدن کا)ایک ٹکڑا ہے۔[15]

اس حدیث سے یہ مستنبط ہوتا ہے کہ اگر ہاتھ اور عُضو کے درمیان کوئی شے حائل ہو تو وضو نہیں ٹوٹتا کیونکہ سائل کا سوال خود کہہ رہا ہے کہ واقعہ یہی ہے اس وجہ سے کہ نمازی اگر ذکر کو چھوئے گا تو ضرور کپڑا حائل ہوگا۔

فیصلہ: مس ذکر سے احناف کے نزدیک وضو نہیں ٹوٹتا لیکن وضو کرلینا مستحب ہے۔

---

[14] (سنن الدارقطني، كتاب الطهارة، باب ما روي في لمس القبل والدبر والذكر والحكم في ذلك، 267/1، الحديث532، مؤسسة الرسالة، بيروت–لبنان، الطبعة: الأولى، 1424 هـ 2004م)

[15] (مسند الإمام أحمد، أول مسند المدنيين رضي الله عنهم أجمعين، حديث طلق بن علي رضي الله تعالى عنه، 23/4، الحديث15857، دار إحياء التراث العربي، سنة النشر: 1414هـ/1993م)

(سنن أبي داود، كتاب الطهارة، باب الرخصة في ذلك، 147/1، الحديث182، المكتبة العصرية)

(سنن النسائي، كتاب الطهارة، باب ترك الوضوء من ذلك، 101/1، الحديث165، مكتب المطبوعات الإسلامية، سنة النشر: 1414هـ/1994م)

(سنن الترمذي، كتاب الطهارة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء في ترك الوضوء من مس الذكر، 131/1، الحديث85، دار الكتب العلمية)

(سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة وسننها، باب الرخصة في ذلك، 163/1، الحديث483، المكتبة العلمية)

(المنتقى ابن الجارود، كتاب الطهارة، ما روي في إسقاط الوضوء منه، ص18، الحديث20، (مؤسسة الكتاب الثقافية، دار الجنان) (بيروت)، الطبعة: الأولى، 1408 هـ 1988م)

(سنن الدارقطني، كتاب الطهارة، باب ما روي في لمس القبل والدبر والذكر والحكم في ذلك، 271/1، الحديث541، مؤسسة الرسالة، بيروت–لبنان، الطبعة: الأولى، 1424 هـ 2004م)

حدیث: ۶

رَوَى أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ لَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ.

هَذَا الْحَدِيثُ كَانَ مَعْمُولا بِهِ فِي أَوَّلِ الإِسْلامِ ثُمَّ نُسِخَ.

قَالَ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ.

ثُمَّ قَالَ بَعْدَ ذَلِكَ: إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ وَجَبَ الْغُسْلُ.[16]

ترجمہ: ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ (ﷺ) سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا پانی پانی سے ہے (یعنی بوقت مباشرت انزال ہو تب بھی غسل کرنا چاہیے) اس حدیث پر ابتدائے اسلام میں عمل کیا جاتا تھا پھر منسوخ ہو گئی اور رافع بن خدیج نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانی پانی سے ہے پھر آپ نے اس کے بعد فرمایا جب مرد کا ختنہ عورت کے ختنے سے گزر جائے تو غسل واجب ہو گیا (مطلب یہ ہے کہ اپنی بیوی سے مباشرات کرے اور انزال ہو تو غسل کرے اور اگر دخول نہ ہو تو غسل نہ کرے) لیکن بعد کو آپ نے یہ حکم فرمایا کہ سب مرد اور عورت کے ختنے ملیں تو دونوں پر غسل کرنا واجب ہو گیا خواہ انزول (نزال ہو یا نہیں)۔

فائدہ: احناف کا عمل ناسخ حدیث پر ہے کہ دخول حشفہ سے غسل فرض ہو جاتا ہے انزال کی کوئی شرط نہیں۔

حدیث: ۷

رَوَى أَبُو سَعِيدٍ يَبْلُغُ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ لَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ.

وَقَدِ ادَّعَى قَوْمٌ نَسْخَهُ بِقَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلاةُ وَالسَّلامُ: مَنْ تَوَضَّأَ فَبِهَا وَنِعْمَتْ وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ أَفْضَلُ. وَفِي هَذَا ضَعْفٌ.

لأَنَّ الْحَدِيثَ الأَوَّلَ أَقْوَى، وَإِنَّمَا تَأَوَّلَهُ قَوْمٌ مِنْهُمُ الْخَطَّابِيُّ فَقَالُوا فِي قَوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَاجِبٌ أَيْ: لازِمٌ مِنْ بَابِ الاسْتِحْسَانِ كَمَا تَقُولُ: حَقُّكَ عَلَيَّ وَاجِبٌ.[17]

ترجمہ: ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا جمعہ کے دن غسل کرنا ہر بالغ پر واجب ہے اور (محدثین) کی ایک جماعت نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ حدیث رسول اللہ (ﷺ) کے اس قول سے منسوخ ہے جس میں آپ (ﷺ) نے فرمایا ہے جس نے وضو کیا اس نے اچھا کیا لیکن غسل کرنا افضل ہے اور اس میں ضعف ہے اس سے پہلی حدیث زیادہ قوی ہے اور ایک جماعت نے (جس میں خطابی بھی ہیں) وجوب کی تاویل کی ہے اور انہوں نے اس کے یہ معنی کئے ہیں کہ استحبابی امور میں یہ امر لازم ہے جیسے کہتے ہیں حقک واجب تیرا حق واجب ہے یعنی لازم ہے۔ (ابن الجوزی)

---

[16] إخبار أهل الرسوخ في الفقه والتحديث بمقدار المنسوخ من الحديث لابن الجوزي، الحديث السادس، ص35، مكتبة ابن حجر للنشر والتوزيع، مكة المكرمة، الطبعة: الأولى، 1408 هـ 1988 م)

[17] إخبار أهل الرسوخ في الفقه والتحديث بمقدار المنسوخ من الحديث لابن الجوزي، الحديث السابع، ص37، مكتبة ابن حجر للنشر والتوزيع، مكة المكرمة، الطبعة: الأولى، 1408 هـ 1988 م)

فائدہ: احناف کے نزدیک نسخ ہو یا نہ یہی صحیح ہے کہ جمعہ کا غسل فرض ہے نہ واجب بلکہ سنت مؤکدہ (قریب واجب) ہے اور جن روایات میں صیغۂ امر یا لفظ واجب واقع ہوا ہے وہاں تاکید مراد ہے۔

ازالہ وھم: بعض لوگ کہتے ہیں کہ حدیث ضعیف سے حدیث قوی منسوخ نہیں ہوتی وہ غلطی پر ہیں جیسا کہ امام ابن الجوزی نے یہاں حدیث قوی کو حدیث ضعیف سے منسوخ بتایا ہے۔

ردوھابیہ: اس قاعدہ سے وہابیوں اور بعض دیوبندیوں کا رد ہو گیا جب کہ ہم کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ﷺ) نے اپنے والدین کریمین کو زندہ کرکے اپنی امت میں شامل فرمایا اس کے خلاف دیگر روایات منسوخ ہیں۔ اس پر وہابیہ نے اعتراض اُٹھایا کہ روایت ناسخ ضعیف ہے اور روایات منسوخہ قوی۔ ہم کہتے ہیں کہ روایاتِ قویہ اس روایت ضعیف سے منسوخ ہے اس کی مزید تحقیق فقیر کی تصنیف "ابوین مصطفی ﷺ" اور "ھدیة الفحول فی احیاء ابوین الرسول" میں دیکھئے۔

حدیث: ٨

رَوَى أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الصَّلاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ.

وَرَوَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الْعَصْرِ قَطُّ إِلا صَلَّى رَكْعَتَيْنِ.

الْحَدِيثُ الأَوَّلُ فِي الصَّحِيحَيْنِ. قَالَ الأَثْرَمُ: وَحَدِيثُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا خَطَأٌ، وَوَجْهُ كَوْنِهِ خَطَأً أَنَّهُ قَدْ رُوِيَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيهِمَا بَعْدَ الظُّهْرِ فَشَغَلَهُ قَوْمٌ فَصَلاهَا تَعْنِي بَعْدَ الْعَصْرِ مَرَّةً وَاحِدَةً.

قَالَ ابْنُ عَقِيلٍ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَخْصُوصًا بِجَوَازِ الصَّلاةِ فِي الأَوْقَاتِ الْمَنْهِيِّ عَنِ الصَّلاةِ فِيهَا، كَمَا خُصَّ بِجَوَازِ الْوِصَالِ.[18]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم (ﷺ) نے عصر کے بعد آفتاب کے غروب ہونے تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا اور سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ میرے پاس رسول اللہ (ﷺ) نماز کے بعد کبھی تشریف نہیں لائے مگر آپ نے دو رکعت نماز نہ پڑھی ہو۔

پہلی حدیث صحیحین کی ہے اور علامہ اثرم نے فرمایا کہ سیدنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں خطا واقع ہوئی ہے اور اس خطاء کے وقوع کی وجہ یہ ہے کہ انہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) ان دو رکعتوں کو ظہر کے بعد ہی پڑھ لیا کرتے تھے لیکن (ایک دن کا واقعہ یہ ہے کہ) لوگوں نے آپ کو باتوں میں مصروف پایا اس لئے ان دو رکعتوں (ظہر کی دو سنتوں کو) عصر کی نماز کے بعد ایک مرتبہ ادا فرمایا۔ ابن عقیل نے کہا کہ رسول اللہ (ﷺ) کے لئے یہ حکم خاص تھا کہ

[18] (إخبار أهل الرسوخ في الفقه والتحديث بمقدار المنسوخ من الحديث لابن الجوزي، الحديث الثامن، ص38، مكتبة ابن حجر للنشر والتوزيع، مكة المكرمة، الطبعة: الأولى، 1408 هـ 1988 م)

آپ ان اوقات میں بھی نماز پڑھ سکتے تھے جن میں نماز کی ممانعت ہے جس طرح آپ کے لئے روزوں میں وصال کرنا یعنی مسلسل روزے رکھنا خاص تھا۔(ابن الجوزی)

فائدہ: اس قاعدہ پر ہم کہتے ہیں کہ رسول اکرم(ﷺ) امور تکوینیہ کی طرح امور تشریعیہ میں بھی مختار وماذون مرع اللہ تھے تفصیل دیکھئے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا رسالہ "منية اللبيب" اور فقیر کا رسالہ "کن کی زبان" اور رسالہ "کن کی کنجی"۔

حدیث: ۹

رَوَى وَائِلُ بْنُ حُجْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَضَعُ يَدَيْهِ بَيْنَ رُكْبَتَيْهِ إِذَا رَكَعَ.

وَقَالَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: كُنَّا نَفْعَلُ ذَلِكَ ثُمَّ أُمِرْنَا بِالرُّكَبِ. فَهَذَا صَرِيحٌ فِي الإِخْبَارِ بِالنَّسْخِ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.[19]

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ(ﷺ) رکوع کرتے تو اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں کے بیچ میں رکھ لیتے اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم ایسا کرتے تھے پھر ہم کو گھٹنوں میں ہاتھ رکھنے کا حکم کیا گیا اور حدیث میں یہ صاف وصریح منسوخ ہونے کی دلیل ہے۔ (ابن الجوزی)

فائدہ: اب یہی حکم معمول بہ ہے کہ نماز میں رکوع کے وقت ہاتھ گھٹنوں پر رکھا جاتا ہے۔

حدیث: ۱۰

رُوِيَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ يُصَلِّي فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلامَ.

وَفِي حَدِيثٍ آخَرَ: كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ قَبْلَ أَنْ نَأْتِيَ أَرْضَ الْحَبَشَةِ يَعْنِي وَهُوَ فِي الصَّلاةِ فَلَمَّا قَدِمْنَا سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ، وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنَا: إِنَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ مِنْ أَمْرِهِ مَا يَشَاءُ وَإِنَّهُ قَدْ أَحْدَثَ مِنْ أَمْرِهِ أَنْ لا يُتَكَلَّمَ فِي الصَّلاةِ. وَهَذَا صَرِيحٌ فِي النَّسْخِ.[20]

ترجمہ: حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ میں نے آپ(ﷺ) کو(جب آپ نماز میں تھے)سلام کیا آپ(ﷺ) نے سلام کا جواب دیا اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ہم مکہ میں حبشہ کو جانے سے پہلے آپ(ﷺ) کو نماز کی حالت میں سلام کرتے تھے لیکن جب ہم (حبشہ سے)لوٹ کر آئے تو ہم نے

[19] إخبار أهل الرسوخ في الفقه والتحديث بمقدار المنسوخ من الحديث لابن الجوزي، الحديث التاسع، ص41، مكتبة ابن حجر للنشر والتوزيع، مكة المكرمة، الطبعة: الأولى، 1408هـ 1988م)

[20] إخبار أهل الرسوخ في الفقه والتحديث بمقدار المنسوخ من الحديث لابن الجوزي، الحديث العاشر، ص42، مكتبة ابن حجر للنشر والتوزيع، مكة المكرمة، الطبعة: الأولى، 1408هـ 1988م)

آپ(ﷺ) کو نماز پڑھنے کی حالت میں سلام کیا۔ آپ نے سلام کا جواب نہ دیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ جیسا چاہتا ہے نیا حکم دیتا ہے اور اس نے یہ جدید حکم صادر فرمایا ہے کہ نماز میں کوئی بات نہ کرے اور یہ نسخ کی صریح دلیل ہے۔

فائدہ: اب یہی حکم معمول یہ ہے کہ نماز کے اندر ہر قسم کا سلام کلام ممنوع ہے۔

حدیث: ۱۱

رَوَى أَبُو سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: إِذَا رَأَيْتُمُ الْجِنَازَةَ فَقُومُوا لَهَا.

وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: مَا قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلا مَرَّةً فَلَمَّا نُهِيَ انْتَهَى.

وَفِي لَفْظٍ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فَقُمْنَا وَقَعَدَ فَقَعَدْنَا. وَهَذَا دَلِيلٌ عَلَى نَسْخِ الْقِيَامِ.

وَقَالَ ابْنُ عَقِيلٍ: يُمْكِنُ الْجَمْعَ، فَيُقَالُ: الْقِيَامُ لَهَا مُسْتَحَبٌّ. وَالْجُلُوسُ جَائِزٌ. فَلا نَسْخٌ.[21]

ترجمہ: ابو سعید نے رسول اللہ (ﷺ) سے روایت کی ہے کہ آپ(ﷺ) نے فرمایا جب تم جنازے کو دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اور علی بن ابی طالب نے کہا کہ رسول اللہ(ﷺ) ایک مرتبہ کے سوا(جنازہ دیکھ کر) کبھی کھڑے نہ ہوئے اور جب آپ نے ممانعت فرمائی تو ہم بھی رک گئے اور ایک حدیث کے لفظ یہ ہیں کہ میں نے رسول اللہ(ﷺ) کو کھڑا دیکھا تو ہم بھی کھڑے ہو گئے اور جب آپ بیٹھے تو ہم بھی بیٹھ گئے اور یہ قیام کے نسخ کی دلیل ہے اور ابن عقیل نے کہا کہ ان دونوں حدیثوں میں تطبیق یعنی جمع کرنا ممکن ہے وہ اس طرح پر کہ جنازہ دیکھ کر کھڑا ہونا مستحب ہے اور بیٹھنا بھی جائز ہے اور ایک حدیث دوسری سے منسوخ نہیں ہے۔ (ابن الجوزی)

فائدہ: نسخ ہو یا نہ ہو۔ جنازہ کے لئے کھڑا ہونا بھی جائز ہے اگر کوئی کھڑا نہ ہو تو بھی کوئی حرج نہیں۔

حدیث: ۱۲

رَوَى أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَدْرَكَهُ الصُّبْحُ وَهُوَ جُنُبٌ فَلا صَوْمَ لَهُ.

فَلَمَّا بَلَغَ هَذَا عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْبِحُ جُنُبًا فَيَقُومُ فَيَغْتَسِلُ وَيَخْرُجُ وَالْمَاءُ يَتَحَدَّرُ عَلَى جِلْدِهِ فَيَصُومُ ذَلِكَ الْيَوْمَ.

قَالَ الْمُصَنِّفُ: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ يَحْتَمِلُ شَيْئَيْنِ: أَحَدُهُمَا: أَنْ يَكُونَ هَذَا قَدْ كَانَ فِي أَوَّلِ الإِسْلامِ ثُمَّ نُسِخَ بِمَا ذَكَرْنَا عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا.

---

[21] إخبار أهل الرسوخ في الفقه والتحديث بمقدار المنسوخ من الحديث لابن الجوزي، الحديث الحادي عشر، ص43، مكتبة ابن حجر للنشر والتوزيع، مكة المكرمة، الطبعة: الأولى، 1408 هـ 1988م)

وَالثَّانِي: أَنْ يَكُونَ إِشَارَةً إِلَى مَنْ يُجْنِبُ مِنَ الْجِمَاعِ بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ، فَإِنَّهُ يُؤْمَرُ بِالإِمْسَاكِ وَلا يُعْتَدُّ لَهُ بِصَوْمِ ذَلِكَ الْيَوْمِ.[22]

ترجمہ: ابوہریرہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا جس شخص کو حالت ناپاکی میں صبح ہو جائے اس کا روزہ نہیں ہوتا لیکن جب اس حدیث کی خبر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کو ہوئی تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ (ﷺ) حالت جنب میں صبح کرتے پھر اُٹھتے اور نہاتے اور (غسل خانہ سے) اس حالت میں باہر نکلتے کہ پانی آپ کی جلد پر ٹپکتا ہوتا اور اس دن روزہ رکھتے۔

حدیث: ۱۳

رَوَى عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ، وَأَبُو زَيْدٍ الأَنْصَارِيُّ، وَشَدَّادُ بْنُ أَوْسٍ، وَثَوْبَانُ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبُو سَعِيدٍ، وَأَبُو هُرَيْرَةَ، وَعَائِشَةُ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ.

عَنِ النَّبِيِّ لَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ.

وَرَوَى أَبُو سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: ثَلاثٌ لا يُفْطِرْنَ الصَّائِمَ: الْقَيْءُ، وَالْحُلُمُ، وَالْحِجَامَةُ".

وَرَوَى أَنَسٌ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَهُوَ يَحْتَجِمُ وَهُوَ صَائِمٌ، فَقَالَ: أَفْطَرَ هَذَانِ.

ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي الْحِجَامَةِ لِلصَّائِمِ، الأَحَادِيث. الأَوَّلُ: أَثْبَتُ مِنْ هَذَيْنِ، وَحَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ يَرْوِيهِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، وَقَدْ أَجْمَعُوا عَلَى ضَعْفِهِ، وَحَدِيثُ أَنَسٍ يَرْوِيهِ خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ الْبَجَلِيُّ فَلَوْ صَحَّ كَانَ صَرِيحًا فِي النَّسْخِ، غَيْرَ أَنَّ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ طَعَنَ فِي خَالِدٍ. وَقَالَ: لَهُ أَحَادِيثُ مَنَاكِيرُ.[23]

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب اور سعد بن ابی وقاص اور ابو زید انصاری اور شداد بن اوس اور ثوبان مولیٰ رسول اللہ (ﷺ) اور ابو سعید اور ابو ہریرہ اور عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا (۱) حاجم اور (۲) محجوم کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ روزے میں جو شخص بھری سینگی لگائے اور جو شخص بھری سینگی لگوائے ان دونوں کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور ابو سعید نے رسول اللہ (ﷺ) سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا تین چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا (اور تین چیزیں یہ ہیں) (۱) قے (۲) سینگی (۳) احتلام۔ حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ (ﷺ) جعفر بن ابی طالب کے پاس سے گزرے تو روزے میں بھری سینگی لگوا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا ان دونوں میں سینگی لگانے اور لگوانے والے کا روزہ ٹوٹ گیا پھر رسول اللہ (ﷺ) نے روزہ دار کو بھری سینگی لگانے کی اجازت دے دی۔

---

[22] إخبار أهل الرسوخ في الفقه والتحديث بمقدار المنسوخ من الحديث لابن الجوزي، الحديث الثاني عشر، ص44، مكتبة ابن حجر للنشر والتوزيع، مكة المكرمة، الطبعة: الأولى، 1408 هـ 1988 م)

[23] إخبار أهل الرسوخ في الفقه والتحديث بمقدار المنسوخ من الحديث لابن الجوزي، الحديث الثالث عشر، ص47، مكتبة ابن حجر للنشر والتوزيع، مكة المكرمة، الطبعة: الأولى، 1408 هـ 1988 م)

ان دونوں حدیثوں سے پہلی حدیث زیادہ ثابت ہے اور ابو سعید کی حدیث کو جسے عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے روایت کیا ہے علماء نے اس کے ضعیف ہونے پر اتفاق کیا ہے۔

حدیث: ۱۴

رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَامَ عَاشُورَاءَ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ.

وَرَوَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ صَامَ عَاشُورَاءَ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ. فَلَمَّا نَزَلَتْ فَرِيضَةُ رَمَضَانَ تُرِكَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ، وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَهُ. وَظَاهِرُ هَذَا أَنَّهُ كَانَ وَاجِبًا فَنُسِخَ.[24]

ترجمہ: ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے عاشورے (دوسرے محرم) کے دن کا روزہ رکھا اور لوگوں کو اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا اور حضرت عائشہ نے روایت کی کہ جب رسول اللہ (ﷺ) مدینے میں تشریف لائے تو عاشورے کے دن کا خود بھی روزہ رکھا اور لوگوں کو اس کے رکھنے کا حکم دیا لیکن جب رمضان (کے روزوں) کی فضیلت نازل ہوئی تو آپ نے عاشورے کے دن کا روزہ ترک کر دیا اور اس لئے جس نے چاہا اس دن کا روزہ رکھا اور جس نے چاہا نہ رکھا اس سے ظاہر ہے کہ (اول) عاشورے کا روزہ فرض تھا (بعد کو) منسوخ ہوا۔ یعنی اس کی فرضیت جاتی رہی جب رمضان کے روزے فرض ہوئے۔

فائدہ: یہاں ایک قاعدہ واضح ہوا وہ یہ کہ نسخ کے بعد منسوخ کا حکم دو طرح ہے۔

(۱) حرام جیسے شراب منسوخی کے بعد مطلقاً حرام ہے۔

(۲) منسوخ ہونے کے بعد استحباب واباحت باقی رہے جیسے عاشوراء کا روزہ من حیث الفرضیۃ منسوخ ہوا لیکن اس کا استحباب باقی ہے۔ اس سے ٹیڈی مجتہدین کا رد ہے کہ نسخ کے قواعد کی ناواقفی کی بناء پر اخبارات میں شور مچایا کہ عقیقہ کا حکم منسوخ ہو گیا تو اب بچوں کے عقیقہ کا کیا معنی۔

حدیث: ۱۵

رَوَى سَبْرَةُ الْجُهَنِيُّ، قَالَ: أَذِنَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُتْعَةِ. فَلَمْ يَخْرُجْ مِنْ مَكَّةَ حَتَّى حَرَّمَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَرَوَى أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: تَمَتَّعْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ مِنَ النِّسَاءِ، ثُمَّ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ جِبْرِيلَ أَتَانِي فَأَخْبَرَنِي أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ حَرَّمَ مُتْعَةَ النِّسَاءِ، فَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنْهُنَّ شَيْءٌ فَلْيُفَارِقْهُ، وَلا تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا.

وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُتْعَةِ يَوْمَ خَيْبَرَ.

---

[24] (إخبار أهل الرسوخ في الفقه والتحديث بمقدار المنسوخ من الحديث لابن الجوزي. الحديث الرابع عشر. ص49. مكتبة ابن حجر للنشر والتوزيع. مكة المكرمة. الطبعة: الأولى. 1408 هـ 1988 م)

قَالَ الْمُصَنِّفُ: الأَحَادِيثُ مُتَّفِقَةٌ عَلَى نَسْخِ الْمُتْعَةِ. إلا أَنَّ الأَوَائِلَ تَدُلُّ عَلَى وُقُوعِ التَّحْرِيمِ بِمَكَّةَ.

وَحَدِيثُ عَلِيٍّ يَدُلُّ عَلَى أَنَّ ذَلِكَ كَانَ بِخَيْبَرَ وَهُوَ مُقَدَّمٌ لِثَلاثَةِ أَوْجُهٍ: أَحَدُهَا: أَنَّهُ مُتَّفَقٌ عَلَى صِحَّتِهِ، وَحَدِيثُ سَبْرَةَ مِنْ أَفْرَادِ مُسْلِمٍ.

وَالثَّانِي: أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَعْلَمُ بِأَحْوَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِهِ.

وَالثَّالِثُ: أَنَّهُ أَثْبَتُ تَقْدِيمًا فِي الزَّمَانِ لِمَا خَفِيَ عَلَى غَيْرِهِ، وَكَأَنَّهُمُ اسْتَعْمَلُوا عِنْدَ فَتْحِ مَكَّةَ مَا كَانُوا يَبِيحُونَهُ مِنْ غَيْرِ عِلْمٍ بِالنَّاسِ أَنَّهُ قَدْ وَقَعَ فَنَهَاهُمْ، وَقَدْ كَانَ ذَلِكَ خَفِيَ عَلَى جَمَاعَةٍ مِنْهُمُ ابْنُ عَبَّاسٍ، فَإِنَّهُ كَانَ يُفْتِي بِهَا مُدَّةً حَتَّى نَهَاهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ ذَلِكَ. وَكَذَلِكَ قَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: اسْتَمْتَعْنَا أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى نَهَانَا عَنْهُ عُمَرُ فِي شَأْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ.[25]

ترجمہ: حضرت سبرۃ الجہنی نے روایت کی کہ رسول اللہ (ﷺ) نے ہم کو متعہ کرنے کی اجازت دی اور ہم مکہ (معظمہ) سے نکلے بھی نہ تھے کہ آپ نے متعہ کو حرام کر دیا اور ابوہریرہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ ہم مکہ (مکرمہ) میں رسول اللہ (ﷺ) کے ساتھ عورتوں سے متعہ کیا کرتے تھے پھر ہم سے رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور مجھ کو خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں سے متعہ کرنا حرام فرمایا ہے لہٰذا جس شخص کے پاس متعہ کی ہوئی عورتیں ہوں وہ ان کو علیحدہ کر دے مگر جو کچھ تم نے ان کو دے دیا ہے وہ ان سے واپس نہ لو اور علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ (ﷺ) نے خیبر کے دن متعہ سے منع فرمایا۔

امام ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا احادیث متذکرہ صدر متعہ کے حرام ہونے پر متفق ہیں البتہ (احادیث میں اتنا اختلاف ضرور ہے کہ) پہلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ متعہ مکہ میں حرام ہوا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ تحریم متعہ خیبر کے دن واقع ہوئی اور اس کو تین وجوہ سے ترجیح ہے اولاً یہ کہ اس حدیث (یعنی وہ حدیث جو حضرت علی سے مروی ہے) کی صحت متفق علیہ ہے اور سبرہ والی حدیث افراد مسلم سے ہے ثانیاً یہ کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ (ﷺ) کے حالات بہ نسبت دوسرے اشخاص کے زیادہ جاننے والے تھے۔ ثالثاً یہ کہ یہ حدیث متعہ کی حضرت علی کو پہلے سے معلوم تھی اور اس حکم کے منسوخ ہونے کا علم سوا حضرت علی کے سب پر مخفی رہا اور فتح مکہ تک لوگ متعہ کرتے رہے اور ان کو اس کے نسخ کا علم نہیں ہوا یہاں تک کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے متعہ کرنے سے منع کیا۔ چنانچہ ایک جماعت صحابہ (جس میں ابن عباس بھی ہیں) پر بھی یہ پوشیدہ رہ گئی اور اسی وجہ سے وہ (یعنی ابن عباس) ایک مدت تک متعہ کرنے کا فتویٰ دیتے رہے یہاں تک کہ ان کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے منع فرمایا اور اسی طرح جابر بن عبد اللہ نے کہا ہم اصحابِ رسول اللہ (ﷺ) متعہ کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اس سے حضرت عمر نے عمرو بن حریث کو منع فرمایا۔

---

[25] إخبار أهل الرسوخ في الفقه والتحديث بمقدار المنسوخ من الحديث لابن الجوزي. الحديث الخامس عشر، ص50. مكتبة ابن حجر للنشر والتوزيع. مكة المكرمة. الطبعة: الأولى. 1408 هـ 1988 م)

فائدہ: شیعہ متعہ کو نکاحِ موقت کہتے ہیں اسی لئے وہ اس کے عامل ہیں۔ ہمارے نزدیک یہ حکم منسوخ ابدی ہے اس کے متعلق تحقیق و تفصیل فقیر کے رسالہ "متعہ یا زنا" میں پڑھیئے۔

حدیث: ١٦

رَوَى ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُؤْكَلَ لَحْمُ الأَضَاحِي بَعْدَ ثَلاثٍ.

وَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا أَنْ نَحْبِسَهُ فَوْقَ ثَلاثَةِ أَيَّامٍ ثُمَّ رَخَّصَ لَنَا أَنْ نَأْكُلَ وَنَدَّخِرَ. [26]

ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے قربانی کا گوشت تین دن کے بعد کھانے سے منع فرمایا مگر ابو سعید نے کہا کہ ہم کو رسول اللہ (ﷺ) قربانی کے گوشت کو تین دن سے زائد رکھنے سے منع فرماتے تھے پھر ہم کو اجازت دے دی کہ ہم اس کو (تین دن کے بعد بھی) کھائیں اور ذخیرے کے طور پر رکھ چھوڑیں۔

فائدہ: یہی حکم معمول بہ ہے کہ قربانی کا گوشت جتنا عرصہ چاہو رکھ چھوڑو جب چاہو کھاؤ۔

حدیث: ١٧

قَدْ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُ نَهَى عَنِ الدُّبَّاءِ، وَالْمُزَفَّتِ، وَالنَّقِيرِ. وَصَحَّ عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنِ الأَوْعِيَةِ فَاشْرَبُوا فِي كُلِّ وِعَاءٍ وَلا تَشْرَبُوا مُسْكِرًا. وَهَذَا دَلِيلُ النَّسْخِ. [27]

ترجمہ: رسول اللہ (ﷺ) سے یہ بات صحیح ہو چکی ہے کہ آپ نے کدو کے تونبوں درخت کی جڑ کے برتنوں اور روغن دار برتنوں (کے استعمال) سے منع فرمایا اور یہ بات بھی آپ سے صحت کو پہنچ چکی ہے کہ آپ نے فرمایا میں نے تم کو (ان) برتنوں سے منع کیا تھا سو اب تم ہر برتن میں نبیذ (کھجور کا شیرہ) بناؤ البتہ نشہ والی کوئی چیز مت پیو اور یہ نسخ کی دلیل ہے۔

حدیث: ١٨

رَوَى أَبُو سَعِيدٍ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: لا تَكْتُبُوا عَنِّي شَيْئًا إِلا الْقُرْآنَ فَمَنْ كَتَبَ عَنِّي شَيْئًا فَلْيَمْحُهُ.

وَرَوَى أَنَسٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: قَيِّدُوا الْعِلْمَ بِالْكِتَابِ. قَالَ ابْنُ قُتَيْبَةَ: نَهَى فِي أَوَّلِ الأَمْرِ، فَلَمَّا عَلِمَ أَنَّ السُّنَنَ تَكْثُرُ فَيَفُوتُ الْحِفْظُ أَجَازَ الْكِتَابَةَ. [28]

---

[26] إخبار أهل الرسوخ في الفقه والتحديث بمقدار المنسوخ من الحديث لابن الجوزي، الحديث السادس عشر، ص53، مكتبة ابن حجر للنشر والتوزيع، مكة المكرمة، الطبعة: الأولى، 1408 هـ 1988 م)

[27] إخبار أهل الرسوخ في الفقه والتحديث بمقدار المنسوخ من الحديث لابن الجوزي، الحديث السابع عشر، ص54، مكتبة ابن حجر للنشر والتوزيع، مكة المكرمة، الطبعة: الأولى، 1408 هـ 1988 م)

[28] إخبار أهل الرسوخ في الفقه والتحديث بمقدار المنسوخ من الحديث لابن الجوزي، الحديث الثامن عشر، ص55، مكتبة ابن حجر للنشر والتوزيع، مكة المكرمة، الطبعة: الأولى، 1408 هـ 1988 م)

ترجمہ: ابوسعید نے رسول اللہ (ﷺ) سے روایت کی کہ آپ (ﷺ) نے فرمایا تم میری (حدیث) سے کچھ مت لکھو سوا قرآن کے اور جس کسی نے میرے احکام وغیرہ سے کچھ لکھ لیا تو وہ ان کو مٹادے اور انس نے روایت کی رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا کہ علم کو ضبط تحریر کرلو۔ (امام) ابن قتیبہ نے کہا کہ رسول اللہ (ﷺ) نے ابتدائے اسلام میں (احادیث کا لکھنا) منع فرمایا لیکن جب آپ نے یہ بات جان لی کہ سنن بکثرت ہوگئی ہے اور حافظوں میں فتور واقع ہوگیا ہے اس لئے آپ نے (احادیث کو بھی) لکھنے کی اجازت دے دی۔

فائدہ: اس میں منکرین حدیث کا رد ہے وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ (ﷺ) نے احادیث کا لکھنا منع کر دیا تھا تو اب یہ ذخیرۂ احادیث کہاں سے نکل آیا۔ اس کا جواب اوپر مذکور ہوا کہ رسول اللہ (ﷺ) نے احادیث لکھنے اور انہیں محفوظ کرنے کی اجازت بخشی تھی۔ تفصیل کے لئے "تاریخ علم حدیث" میں ہے۔

حدیث: ١٩

قَدْ صَحَّ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُ نَهَى عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ.

وَقَدْ رَوَى الصَّعْبُ بْنُ جَثَّامَةَ: أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَهْلِ الدَّارِ مِنَ الْمُشْرِكِينَ يَبِيتُونَ فَيُصَابُ مِنْ نِسَائِهِمْ وَذَرَارِيهِمْ، فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هُمْ مِنْهُمْ.

وَكَانَ الزُّهْرِيُّ إِذَا حَدَّثَ هَذَا الْحَدِيثَ، يَقُولُ: هَذَا مَنْسُوخٌ، وَلَيْسَ قَوْلُهُ بِصَحِيحٍ، وَإِنَّمَا النَّهْيُ عَنْ تَعَمُّدِ النِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ بِالْقَتْلِ، وَحَدِيثُ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ فِيمَا لَمْ يُتَعَمَّدْ فَلَا تَنَاقُضَ بَيْنَهُمَا.[29]

ترجمہ: رسول اللہ (ﷺ) سے یہ بات صحیح ہوچکی ہے کہ آپ نے عورتوں اور لڑکوں کے قتل سے منع فرمایا تھا مگر صعب ابن جثامہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ (ﷺ) سے ان مشرکین کے گھر والوں کے بارے میں مسئلہ پوچھا (جنہیں وہ رات میں ملتے ہیں) کہ جب مردوں پر حملہ کیا جاتا ہے تو وہ مصیبت ان کی عورتوں اور بچوں پر بھی آتی ہے۔ آپ نے فرمایا وہ بھی ان ہی میں سے ہیں۔ امام زہری سے جب یہ حدیث بیان کی جاتی تو کہتے تھے کہ منسوخ ہے اور ان کا قول صحیح نہیں اور تو اس میں ہے کہ عورتوں اور بچوں کو عمداً قتل کیا جائے اور صعب کی حدیث سے قصد نہیں پایا جاتا اس لئے تناقض باقی نہ رہا۔

حدیث: ٢٠

رَوَى بُرَيْدَةُ: أَنَّ رَجُلًا كَذَبَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِ رَجُلًا، فَقَالَ: إِنْ وَجَدْتَهُ حَيًّا فَاقْتُلْهُ، وَإِنْ وَجَدْتَهُ مَيِّتًا فَحَرِّقْهُ فَانْطَلَقَ فَوَجَدَهُ قَدْ مَاتَ فَحَرَّقَهُ بِالنَّارِ.

[29] إخبار أهل الرسوخ في الفقه والتحديث بمقدار المنسوخ من الحديث لابن الجوزي، الحديث التاسع عشر، ص56، مكتبة ابن حجر للنشر والتوزيع، مكة المكرمة، الطبعة: الأولى، 1408 هـ 1988م)

وَرَوَى أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ سَرِيَّةً، فَقَالَ: إِنْ وَجَدْتُمْ هَبَّارَ بْنَ الأَسْوَدِ، فَاجْعَلُوهُ بَيْنَ حُزْمَتَيْ حَطَبٍ وَاحْرِقُوهُ بِالنَّارِ، ثُمَّ بَعَثَ إِلَيْهِمْ، فَقَالَ: لا تُعَذِّبُوا بِالنَّارِ، لا يُعَذِّبُ بِالنَّارِ إِلا رَبُّ النَّارِ.[30]

ترجمہ: حضرت بریدہ نے روایت کیا کہ ایک آدمی نے رسول اللہ (ﷺ) پر جھوٹ کی نسبت لگائی رسول اللہ (ﷺ) نے اس کے پاس ایک شخص کو روانہ فرما کر کے تاکید کی کہ اگر تم اس کو زندہ پاؤ تو قتل کر دینا اور اگر مردہ پاؤ تو اس کو آگ میں جلا دینا (جب وہ قاصد وہاں پہنچے تو) انہوں نے اس کو مردہ پایا اس لئے اس کو آگ میں جلا دیا اور ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے فوج کا ایک لشکر بھیجا اور یہ فرمایا کہ اگر تم ہبار بن اسود کو پاؤ تو اس کو لکڑی کے دو گٹھوں کے بیچ میں رکھنا اور آگ میں ڈال دینا پھر ان کے پاس یہ خبر پہنچی کہ آگ میں جلانے کا عذاب مت دو کیونکہ آگ میں جلانے کا عذاب سوائے آگ کے پروردگار کے اور کوئی نہیں دے سکتا ہے۔ (ابن الجوزی)

فائدہ: پہلی حدیث میں مجرم کو آگ میں جلانے کا حکم صادر فرمایا دوسری حدیث میں یہ حکم منع فرمایا اب یہی حکم معمول بہ ہے۔

حدیث: ۲۱

رَوَى عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلامُ، قَالَ: أَهْدَى كِسْرَى لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبِلَ مِنْهُ، وَأَهْدَى لَهُ قَيْصَرُ فَقَبِلَ مِنْهُ، وَأَهْدَتْ لَهُ الْمُلُوكُ فَقَبِلَ مِنْهَا.

وَفِي رِوَايَةٍ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ أُكَيْدِرَ دَوْمَةَ أَهْدَى لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَوْبًا. وَرَوَى كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لا أَقْبَلُ هَدِيَّةَ مُشْرِكٍ.

وَفِي حَدِيثِ عِيَاضِ بْنِ حَمَّارٍ أَنَّهُ أَهْدَى إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدِيَّةً وَهُوَ مُشْرِكٌ فَرَدَّهَا، وَقَالَ: إِنَّا لا نَقْبَلُ زَبْدَ الْمُشْرِكِينَ. زَبْدُهُمْ: عَطَايَاهُمْ.

وَفِي هَذِهِ الأَحَادِيثِ ثَلاثَةُ أَوْجُهٍ: أَحَدُهَا: أَنَّ أَحَادِيثَ الْقَبُولِ أَثْبَتُ، وَفِي حَدِيثِ عِيَاضٍ إِرْسَالٌ.

وَالثَّانِي: أَنَّ حَدِيثَ عِيَاضٍ مُتَقَدِّمٌ، وَحَدِيثَ الأُكَيْدِرِ فِي آخِرِ الأَمْرِ، فَيَكُونُ مِنْ بَابِ النَّاسِخِ وَالْمَنْسُوخِ.

وَالثَّالِثُ: أَنْ يَكُونَ قَبِلَ الْهَدِيَّةَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ دُونَ أَهْلِ الشِّرْكِ، وَعِيَاضٌ لَمْ يَكُنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَيَبْقَى عَلَيْنَا أَنْ يُقَالَ: كَيْفَ قَبِلَ مِنْ كِسْرَى؟ وَجَوَابُهُ مِنْ وَجْهَيْنِ: أَحَدُهُمَا: أَنَّ الْحَدِيثَ يَرْوِيهِ ثُوَيْرُ بْنُ أَبِي فَاخِتَةَ وَلَيْسَ بِثِقَةٍ.

---

[30] إخبار أهل الرسوخ في الفقه والتحديث بمقدار المنسوخ من الحديث لابن الجوزي، الحديث العشرون، ص 57، مكتبة ابن حجر للنشر والتوزيع، مكة المكرمة، الطبعة: الأولى، 1408 هـ 1988 م)

وَالثَّانِي: أَنْ يَكُونَ الْقَبُولُ مَنْسُوخًا فِي حَقِّ مَنْ لا كِتَابَ لَهُ[31]

ترجمہ: سیدنا حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے روایت کی کہ کسریٰ نے رسول اللہ (ﷺ) کے پاس ہدیہ بھیجا آپ نے اس کو قبول فرمالیا اور قیصر نے آپ (ﷺ) کو ہدیہ دیا تو بھی آپ نے قبول کرلیا اور (کئی اور) بادشاہوں نے آپ کو ہدیہ بھیجا آپ نے سب کو قبول فرمالیا اور ایک حدیث میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اکدرومہ نے رسول اللہ (ﷺ) کو ہدیہ میں کپڑا دیا اور کعب بن مالک نے کہا کہ رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا میں مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کرتا اور عیاض بن جمار کی حدیث میں ہے کہ اس نے رسول اللہ (ﷺ) کو ہدیہ بھیجا اور وہ مشرک تھا تو آپ نے اس کو واپس فرمادیا کہ ہم مشرکوں کے میل کچیل یعنی عطاو بخشش کو قبول نہیں کیا کرتے۔ ان احادیث کی تین وجوہ ہیں۔ اول یہ کہ (ہدیہ) قبول کرنے والی احادیث بہت زیادہ ہیں اور عیاض کی حدیث میں ارسال ہے۔ دوسرے یہ کہ عیاض کی حدیث مقدم اور اکیدر دومہ کی حدیث مؤخر ہے پس ایک ناسخ اور دوسری منسوخ ہو گئی۔ تیسرے یہ کہ آپ نے اہل کتاب کا ہدیہ قبول کیا اور اہل شرک کا قبول نہ فرمایا اور عیاض اہل کتاب سے نہ تھا پس ہم پر اس سوال کا جواب دینا باقی رہ گیا کہ آپ نے کسریٰ کا ہدیہ کیوں قبول فرمایا؟ اس کے دو جواب ہیں اولاً یہ کہ اس حدیث کا راوی ثویر بن ابی فاختہ ہے اور وہ ثقہ نہیں۔

ثانیاً یہ کہ ہدیہ کے قبول کرنے کا حکم اس شخص کے حق میں منسوخ ہو گیا جو اہل کتاب سے نہ ہو۔

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ ٗ

بہاول پور۔ پاکستان

[31] إخبار أهل الرسوخ في الفقه والتحديث بمقدار المنسوخ من الحديث لابن الجوزي، الحديث الحادي والعشرون، ص59، مكتبة ابن حجر للنشر والتوزيع، مكة المكرمة، الطبعة: الأولى، 1408هـ 1988م